(22)

ہماری جماعت کے نوجوان دعاؤں، ذکرِ الٰہی اور درود کی برکت سے رؤیا اور کشوف کی عظیم الشان نعمت حاصل کر سکتے ہیں

(فرمودہ یکم جون 1956ء بمقام مری)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت کی: وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔1

اس کے بعد فرمایا:

"کہنے کو تو مسلمان کہتا ہی رہتا ہے کہ اُس کو صراطِ مستقیم کی خواہش ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ صراطِ مستقیم اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتا ہے اور اس فضل کو کھینچنے کے لیے خدا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیتا ہے۔ میں سوچا کرتا ہوں کہ کسی شاعر نے کیا سچ کہا ہے کہ

خدا شرّے برانگیزد کہ خیرے ما درآں باشد

یعنی خدا تعالیٰ بعض وقت شرّ میں سے بھی ہمارے لیے خیر اور بھلائی اور برکت کے

سامان پیدا کر دیتا ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ میری بیماری سے پہلے جماعت کے نوجوان وہی تھے جو اَب ہیں اور ان کے تعلقات بھی ویسے ہی تھے جیسے اب ہیں لیکن دعاؤں اور درود کی طرف ان کی زیادہ توجہ نہیں تھی۔ لیکن جب میری بیماری کی خبریں شائع ہوئیں اور انہوں نے اپنے بزرگوں کو دیکھا کہ وہ دعائیں کر رہے ہیں تو انہوں نے بھی دعائیں کرنی شروع کر دیں۔ پھر انہوں نے سنا کہ درود سے دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں اس پر انہوں نے بھی درود پڑھنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تھے تو پچیس پچیس، چھبّیس چھبّیس سال کے لیکن پہلے انہیں کبھی رؤیا و کشوف نہیں ہوتے تھے لیکن ان دعاؤں اور درود کی کثرت کی وجہ سے میں دیکھتا ہوں کہ درجنوں احمدیوں کو بڑی اعلیٰ درجہ کی خوابیں آنی شروع ہوگئی ہیں اور ہر ڈاک میں ایسے کئی خطوط نکل آتے ہیں جن میں خوابیں درج ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ روزانہ پانچ پانچ، چھ چھ خط اکٹھے آ جاتے ہیں اور بعض دفعہ ایک دو خط آ جاتے ہیں جن میں خوابیں درج ہوتی ہیں اور ان میں سے بعض اِتنی شاندار ہوتی ہیں کہ اُن کے پڑھنے سے صاف پتا لگتا ہے کہ یہ خدائی رؤیا ہیں۔ یہ اِسی بات کا نتیجہ ہے کہ چاہے میری بیماری کی وجہ سے وہ خداتعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے لیکن بہرحال اُن کو خداتعالیٰ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور چاہے انہوں نے دعا کی قبولیت کے لیے ہی درود پڑھا مگر درود کی برکات سے انہیں حصہ مل گیا۔ چنانچہ ان دعاؤں اور درود اور خداتعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کے نتیجہ میں ایسی ایسی خوابیں دوستوں کو آ رہی ہیں کہ انہیں پڑھ کر حیرت آتی ہے اور ان کا لفظ لفظ بتا رہا ہوتا ہے کہ ہم سچی ہیں اور خداتعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اگر یہ تحفہ جو اُن کو خداتعالیٰ کی طرف سے مِلا ہے اِس سے ان کے اندر حقیقی لذّتِ ایمان پیدا ہوگئی اور انہوں نے دعاؤں اور درود اور ذکرِ الٰہی کی عادت کو ترک نہ کیا تو یہ رؤیا و کشوف کا سلسلہ ان کے لیے مستقل طور پر جاری ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے فضل ان پر متواتر نازل ہونے شروع ہو جائیں گے۔

ایک دفعہ ایک دوست جو ہماری جماعت کے ذریعہ ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے مجھے ملنے کے لیے آئے اور انہوں نے کہا کہ میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں۔

میں نے کہا پوچھیں۔ کہنے لگے جب میں پہلے پہل احمدیت کی طرف مائل ہوا تھا تو مجھ پر بڑے بڑے روحانی انکشافات ہوا کرتے تھے مگر اب وہ بات نہیں رہی۔ میں نے کہا کبھی آپ بازار گئے ہیں؟ آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کوئی مٹھائی والے کی دکان پر جا کر کھڑا ہوتا ہے تو دکاندار اسے کہتا ہے کہ خان صاحب یا شاہ صاحب! آپ تھوڑی سی ونڈگی لے لیں۔ چنانچہ وہ تھوڑی سی مٹھائی اُسے چکھنے کے لیے دے دیتا ہے اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ مٹھائی چکھے تو خرید لے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ بھی حلوائی کی طرح شروع شروع میں ونڈگی دیا کرتا ہے جیسے دکاندار کہتا ہے کہ ذرا جلیبیاں چکھ لیں یا لڈو چکھیں اور اگر کوئی ناواقف ہاتھ کھینچے تو وہ کہتا ہے نہیں نہیں! یہ میری طرف سے تحفہ ہے۔ یہی کیفیت روحانیات میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص روزانہ دکان پر جا کر کھڑا ہو جائے اور یہ امید رکھے کہ اُسے ہر روز ونڈگی ملتی چلی جائے تو دکاندار سمجھے گا کہ یہ بڑا بے حیا ہے اور وہ اسے چکھنے کے لیے بھی مٹھائی نہیں دے گا۔ اِسی طرح جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی طرف اپنا قدم بڑھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندے کو ونڈگی دیتا ہے اور اُس کی ونڈگی یہی ہوتی ہے کہ کبھی الہام نازل کر دیا یا کشف دکھا دیا یا سچی خواب دکھا دی۔ مگر اس کے بعد انسان کو خود کوشش اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ اگر وہ درود پڑھے، تسبیح وتحمید کرے، قرآن کریم کی تلاوت کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا رہے کہ الٰہی! میرے دل کو صاف کر دے تا کہ میں تیری آواز کو سن سکوں تو پھر بعد میں بھی مستقل طور پر یہ سلسلہ جاری رہ سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے خوش ہوتا ہے۔ جیسے مٹھائی فروش جو پہلے دن صرف ونڈگی دیتا ہے اگر اُس سے دوسرے دن کوئی سَو روپیہ کی مٹھائی لے لے تو وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ مگر جسے مٹھائی کی عمدگی کا کچھ پتا ہی نہیں ہوتا دکاندار اسے ابتدا میں تھوڑی سی مٹھائی چکھاتا ہے اور اس کی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کا خریدار بن جائے۔ اِسی طرح خداتعالیٰ بھی کبھی وحی و الہام مفت دے دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ اُس کے مزے کو چکھ کر بندہ اُس کو خریدنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ نہیں خریدتا تو خداتعالیٰ کہتا ہے یہ مفت خور ہے۔ اگر اسے اس چیز کی اہمیت کا احساس ہوتا تو یہ اس کی قیمت بھی ادا کرتا۔ اگر یہ قیمت ادا کرنے کے لیے تیار نہیں تو میں اسے یہ نعمت مستقل طور پر کیوں دوں؟ خداتعالیٰ کے الہام کی قیمت

پیسے نہیں ہوتے بلکہ اس کی قیمت نفس کی قربانی ہوتی ہے۔ اِسی طرح دعائیں اور درود اس کی قیمت سمجھے جاتے ہیں۔

غرض میں نے دیکھا ہے کہ یہ شر ہماری جماعت میں سے بعض کے لیے بڑی خیر اور برکت کا موجب ہوا ہے۔ اگر انہوں نے مستقل طور پر اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو قائم رکھا تو جیسے ہمارے سلسلہ میں بیسیوں ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جن کو سچی خوابیں آتی اور الہامات ہوتے ہیں اسی طرح ان سے بھی فیض اور برکت کا سلسلہ جاری ہو جائے گا اور وہ جماعت کی روحانی زندگی کا موجب بنیں گے۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک ایسے لوگ قائم رہتے ہیں جماعتیں زندہ رہتی ہیں اور خدا تعالیٰ سے ملنے اور اس سے تعلق پیدا کرنے کی تڑپ دلوں میں تازہ رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھ لو آپ اِس امر پر کتنا زور دیا کرتے تھے کہ پرانے نبیوں کی باتیں اب قصوں سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتیں۔ اگر تم تازہ نشانات دیکھنا چاہتے ہو تو میرے پاس آؤ اور میرے نشانات کو دیکھو۔[2] اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں لوگ نئے نشانات کے محتاج تھے تو اب بھی محتاج ہیں۔ اور اگر ایسے نوجوان ہماری جماعت میں ترقی کرتے چلے جائیں اور وہ بیسیوں سے سینکڑوں اور سینکڑوں سے ہزاروں ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہ سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ماسٹر عبدالرحمان صاحب جالندھری کی یہ عادت ہوا کرتی تھی کہ ذرا کسی آریہ یا اَور کسی مخالف سے بات ہوتی تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نقل میں بڑی دلیری سے کہہ دیتے کہ اگر تمہیں اسلام کی صداقت میں شبہ ہے تو آؤ اور مجھ سے شرط کر لو۔ اگر پندرہ دن کے اندر اندر مجھے کوئی الہام ہوا اور وہ پورا ہو گیا تو تمہیں مسلمان ہونا پڑے گا اور پھر اشتہار لکھ کر اُس کی دکان پر لگا دیتے۔ چنانچہ کئی دفعہ اُن کا الہام پورا ہو جاتا اور پھر وہ آریہ اُن سے چُھپتا پھرتا کہ اب یہ میرے پیچھے پڑ جائیں گے اور کہیں گے کہ مسلمان ہو جاؤ۔ تو اگر یہ نمونے قائم رہیں تو غیر مذاہب پر ہمیشہ کے لیے اسلام اور احمدیت کی فوقیت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور اگر یہ نمونے نہ رہیں یا ہماری جماعت کے دوست اس عارضی دھکّا کو جو میری بیماری کی وجہ سے انہیں پہنچا ہے

اپنی مستقل نیکی اور توجہ اِلَی اللہ کا ذریعہ نہ بنالیں تو ہوسکتا ہے کہ اس میں وقفہ پڑ جائے۔ جیسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد وقفہ پڑا اور اسلام لوگوں کو صرف ایک قصہ نظر آنے لگا۔ لیکن اگر انہوں نے اس انعام کو مستقل بنا لیا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے قیامت تک یہ سلسلۂ برکات جاری رہے گا۔ اور ایک سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے تک یہ سلسلہ اُسی طرح پہنچے گا جیسے بچپن میں ہم کھیلا کرتے تھے تو اینٹوں کی ایک لمبی قطار کھڑی کر دیتے تھے۔ پھر ایک اینٹ کو دھکّا دیتے تو وہ دوسری پر گِرتی، وہ تیسری پر گِرتی اور اِس طرح سَو دوسَو اینٹیں جو ایک قطار میں کھڑی ہوتی تھیں گِرتی چلی جاتی تھیں۔ اگر ہمارے نوجوانوں میں بھی یہ روح قائم رہے اور پھر ان سے اگلے نوجوانوں میں بھی یہی روح پیدا ہو جائے اور پھر ان سے اگلوں میں یہ روح منتقل ہو جائے تو قیامت تک ہماری جماعت میں رؤیا وکشوف اور الہامات کا سلسلہ جاری رہے گا اور سارا ثواب اُن نوجوانوں کو ملے گا جو اِس سلسلہ کو شروع کرنے والے ہوں گے اور ہمیشہ ہمیش کے لیے اسلام دنیا میں سربُلند ہوتا چلا جائے گا۔

دیکھو! عیسائیت کتنا ناقص مذہب ہے مگر پچھلے دنوں عیسائیوں کا ایک وفد امریکہ سے آیا جو لوگوں سے کہتا پھرتا تھا کہ آؤ اور ہم سے دعائیں کراؤ۔ ہماری دعاؤں سے مریض اچھے ہو جاتے ہیں۔ چونکہ کئی وہمی ایسے ہوتے ہیں جنہیں اگر کہہ دیا جائے کہ تم اچھے ہو جاؤ گے تو وہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمیں بڑا فائدہ ہوا۔ اس لیے انہوں نے اس سے فائدہ اُٹھانا شروع کر دیا۔ حالانکہ قبولیتِ دعا کا اصل معیار وہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش فرمایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ سَو دوسَو ایسے مریض لے لیے جائیں جو شدید امراض میں مبتلا ہوں یا جنہیں ڈاکٹروں نے لاعلاج قرار دے دیا ہو اور پھر قرعہ کے ذریعہ اُن کو آپس میں تقسیم کر لیا جائے اور اُن کی شفاء کے لیے دعا کی جائے۔ پھر جس کی دعا سے زیادہ مریض اچھے ہو جائیں وہ سچا سمجھا جائے۔3 لیکن یہ کوئی طریق نہیں کہ ایک شخص کو بلایا اور اُسے کہہ دیا کہ تم اچھے ہو گئے ہو۔ کیونکہ کئی وہمی طبائع ہوتی ہیں وہ صرف اِتنی بات سے ہی کہنے لگ جاتے ہیں کہ ہمیں بڑا فائدہ ہوا۔ پس کسی مذہب کی صداقت اور راستبازی معلوم کرنے کا صحیح طریق یہی ہے کہ ڈاکٹروں کے لاعلاج قرار دیئے ہوئے مریضوں کو قرعہ اندازی کے ذریعہ

آپس میں تقسیم کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کس کی دعا سے زیادہ مریض شفایاب ہوتے ہیں۔ بہرحال اس طریق کو جاری رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے تا کہ ہمیشہ اسلام کی زندگی کا ثبوت مہیا ہوتا رہے اور ہمارے نوجوان اِس بات پر فخر کرسکیں کہ ہمارے ذریعہ سے پہلے انبیاء کی روحانیت دنیا میں زندہ ہو رہی ہے اور ہم وہ بلب ہیں جن سے بجلی روشن ہوتی ہے''۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے فرمایا:

''نماز کے بعد میں چند جنازے پڑھاؤں گا۔

پہلا جنازہ نعیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ میر حمیداللہ صاحب برج انسپکٹر کراچی کا ہے۔ یہ خاتون اپنے اندر چند خصوصیتیں رکھتی تھیں۔ ایک تو یہ کہ جب میں پہلی دفعہ ولایت سے واپس آیا تو میں نے اپنی بیوی امۃ الحی مرحومہ کی یادگار میں عورتوں کے لیے ایک مدرسہ جاری کیا جس میں مَیں بھی پڑھاتا تھا، مولوی شیر علی صاحب بھی پڑھاتے تھے، سید ولی اللہ شاہ صاحب بھی پڑھاتے تھے اور بعض اَور دوست بھی پڑھاتے تھے۔ اس مدرسہ میں نعیمہ بیگم صاحبہ نے بھی پڑھا اور اس کا ان پر اِتنا اثر ہوا کہ برابر وفات تک وہ عورتوں کو قرآن وغیرہ پڑھاتی رہیں۔ ان کی وفات بھی اِسی حالت میں ہوئی۔ چنانچہ کوئٹہ میں وہ قرآن کریم کا درس دینے لگیں کہ اُن کا ہارٹ فیل ہوگیا اور وہ فوت ہوگئیں۔ دوسری خصوصیت ان کی یہ تھی کہ عبدالشکور کنزے جب جرمنی سے آئے تھے مجھے خیال آیا کہ اُن کا کہیں رشتہ کر دیا جائے۔ لوگ عموماً غیرملکی لوگوں کو رشتہ دینے سے گھبراتے ہیں لیکن جب میں نے میر حمیداللہ صاحب کو اس کے متعلق کہلا بھیجا تو انہوں نے کہا میں اپنی بیوی سے مشورہ کر کے آپ کو اطلاع دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بیوی سے ذکر کیا۔ ان کی بیوی کہنے لگیں کہ ہماری اِس سے زیادہ خوش قسمتی اَور کیا ہوسکتی ہے کہ ہماری لڑکی سلسلہ کے ایک مبلغ سے بیاہی جائے۔ چنانچہ انہوں نے رشتہ کر دیا۔ اِس وقت وہ لڑکی شکاگو میں ہے اور وہیں اُسے اپنی والدہ کی وفات کی اطلاع پہنچی ہے۔

دوسرا جنازہ سید محمود شاہ صاحب کلانوری کا ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور 1907ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ غالبًا وہ دوست جن سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے امرتسر میں اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ والی انگوٹھی بنوائی تھی

وہ ان کے ماموں تھے۔ سید مسعود شاہ صاحب ہومیوپیتھ ربوہ والے ان کے بیٹے ہیں۔

تیسرا جنازہ منشی چراغ الدین صاحب کا ہے جو مولوی نورالدین صاحب منیر مبلغ مشرقی افریقہ کے والد تھے۔ یہ بہت پرانے احمدی تھے۔ ملازمت سے فارغ ہوکر قادیان میں ہی آ گئے تھے اور کافی عرصہ تک سلسلہ کی خدمت کرتے رہے۔ ملک سیف الرحمان صاحب پروفیسر جامعة المبشرین کے خُسر تھے۔ نماز کے بعد میں یہ تینوں جنازے پڑھاؤں گا''۔ (الفضل 22جون1956ء)

---

1 : النور: 47

2 : آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 277، 278

3 : برکات الدعا روحانی خزائن جلد6 صفحہ 31، 32، چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد23 صفحہ 428